عنوان کتاب : سہ ماہی احوال و آثار کاندھلہ

مرتب : نورالحسن راشد

قیمت : تین سو روپے

تبصرہ نگار : اختر راہی (☆)

مغربی اتر پردیش کے اضلاع مظفر نگر اور سہارنپور کے اس حصے کو جو گنگا و جمنا کا دوآبہ کہلاتا ہے، مسلمانانِ برصغیر کی علمی و فکری تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اٹھارہویں صدی میں مغل اقتدار کے رو بہ زوال ہونے سے یہاں کی مسلمان آبادیوں میں دولت کی ریل پیل تو نہ رہی، البتہ علم و فضل کی روایت بوجوہ مضبوط تر ہو گئی۔ "دوآبہ" کے معروف قصبے کاندھلہ کے احسان دانش مرحوم نے اس خطے کے اہل علم و فضل کو ان الفاظ میں خراج پیش کیا ہے۔ (۱)

> کاندھلہ اور اس کے ارد گرد کی زمین قصبہ [ جھنجھانہ، کیرانہ، مظفر نگر، تھانہ بھون، بھلت، بوڑھانہ، نانوتہ، دیوبند وغیرہ ] بھی مردم خیز ہے۔ نواحی قصبات کی ناہموار آبادیوں سے سینکڑوں علم و فضل کے چشمے پھوٹتے ہیں، مگر افلاس کی ریتی اور مصائب کے ملبوں میں دب کر رہ جاتے ہیں۔ جب کہیں انہیں ذرا آسائش ملتی ہے تو وہ اپنے ماحول کی چٹانوں سے سفر کرنا پسند نہیں کرتے، بلکہ وہیں پھیل کر اتھاہ جھیلوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں بعض بعض تو اس قدر گہرے ہو جاتے ہیں کہ ان کے شفاف سینے آسمان کے روشن ستاروں، سرسبز کناروں اور گرد و پیش کے اجنبی مناظر کا عکس بھی نہیں لے سکتے۔
>
> بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جن کی سیرتوں کے آبشار سفر کے فرائض سے گذر کر دریاؤں سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اس زمین سے جگہ جگہ تند اور شفاف جھرنوں کا نکاس ضرور ہے اور بلندیوں پر روحانی شفق پھولتی ہے۔ ان کے مرکزی سمندر انھیں پکارتے بھی رہتے ہیں اور بعض وقت وہ ان کی طرف چل بھی پڑتے ہیں۔

---

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

"علم و فضل کے چشموں" ، ان کے "اتھاہ جھیلوں" میں بدلنے اور جگہ جگہ تند اور شفاف جھرنوں کے نکاس " کی تمثیلی زبان سے ہٹ کر ایک مورخ کے مطالعہ و مشاہدہ کا نچوڑ یہ ہے۔(۲)

> ان اطراف کے قصبات و دیہات سے جس قدر علمائے کاملین اور صلحائے متقین پیدا ہوئے، اس دور میں اس ملک (برصغیر) کے کسی خطہ میں پیدا نہیں ہوئے، اور یہ وہ واقعہ ہے جس کی تصدیق مشاہدہ سے صاف نظر آتی ہے۔

دوآبہ کے علماء و صلحاء کی ان گنت کتابیں شائع ہوئی ہیں اور ان کے بارے میں اگرچہ بہت کچھ لکھا گیا ہے، تاہم ان کے بہت سے نوادر تا حال غیر مطبوعہ ہیں۔ ان کی مطبوعہ کتابوں میں سے متعدد کم یاب ہو چکی ہیں، اور جو باسانی دستیاب ہیں، وہ ناشرین کے "جذبہ خدمت" اور "کاتبوں" کی دستبرد کے نتیجے میں چنداں قابل استناد نہیں۔ اس پس منظر میں ضروری تھا کہ دوآبہ کے اہل علم و نظر کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ ورثے کو جدید دور کے علمی و تحقیقی تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کے لیے کوئی ادارہ وجود میں آتا۔ کاندھلہ کے جناب نور الحسن راشد کاندھلوی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے "حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ " قائم کر کے "علمائے ہند خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ، ان کے اہل خاندان، حزب ولی اللہی ، سلسلہ عالیہ امدادیہ، نیز کاندھلہ بڈھانہ، پھلت، تھانہ بھون، جھنجھانہ، دیوبند، رام پور، سہارنپور، کیرانہ، گنگوہ، نانوتہ اور نواحی بستیوں کے علماء اور اہل کمال کے احوال و کمالات اور تحریرات و آثار کا مرقع "سہ ماہی " احوال و آثار" (کاندھلہ) جاری کیا ہے۔ اس تاریخی و سوانحی جریدے کا پہلا شمارہ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / جولائی۔ اگست ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ اس کے اولین تین شمارے پیش نظر ہیں۔ پہلا شمارہ ۱۲۰ صفحات کا ہے۔ دوسرے شمارے سے صفحات کی تعداد ۱۴۴ کر دی گئی ہے۔

"احوال و آثار" کے زیر نظر تین شماروں میں حسب ذیل چار "نادر" تحریریں شامل ہیں۔

☆ فضیلت قرآن ترجمہ فضل القرآن

مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کی اس فارسی کتاب سے اہل علم بہت حد تک بے خبر تھے۔ ان کی سوانح حیات پر لکھی گئی کسی تحریر میں اس کا ذکر نہیں، تاہم راشد صاحب کے کتب خانے میں اس کا خطی نسخہ موجود ہے۔ انہوں نے اسے فارسی سے نہ صرف اردو میں منتقل کیا ہے، بلکہ اس پر مناسب حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے۔

☆ بدعت کی حقیقت اور اس کی قسمیں

مفتی صدر الدین آزردہ کی ایک فارسی تحریر کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ و حواشی راشد صاحب ہی کی کاوش ہیں۔

☆ حکیم الامت حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی کے سب سے پہلے قلم بند کیے گئے مواعظ

مولانا تھانوی کے ذخیرہ تصانیف و افادات کا کم و بیش نصف حصہ ان کے ملفوظات و افادات پر مشتمل ہے۔ ان کے ملفوظات قلبند کیے جانے کا آغاز کب ہوا؟ کہا جاتا ہے کہ حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری ثم میرٹھی نے ان کے ملفوظات پہلی بار ۱۳۱۹ھ / ۰۲-۱۹۰۱ء میں قلم بند کیے تھے جو "اشرف المواعظ" کے نام سے شائع ہوئے۔ "احوال و آثار" کے ذریعے شائع ہونے والے ملفوظات مولانا تھانوی کے شاگرد اور مجاز بیعت مولانا ناظر حسن تھانوی نے ۱۸۹۵ء میں قلبند کیے تھے۔

☆ ارشاد پیر (مجموعہ افادات وارشادات حضرت شاہ محمد اسحاق)

"ارشاد پیر" شاہ محمد اسحاق کے ارشادات و تعلیمات پر مشتمل واحد مطبوعہ کتاب ہے۔ پہلی بار مطبع ہاشمی میرٹھ سے مئی ۱۸۸۱ء میں طبع ہوئی تھی، مگر "ارشاد پیر" اس قدر کم یاب ہے کہ شاہ محمد اسحاق دہلوی پر لکھی گئی کتاب "حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی" (مولفہ مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی) میں اس کا ذکر تک نہیں آسکا۔ "احوال و آثار" میں اولین طباعت کا عکس شامل کیا گیا ہے۔

سوانح حیات کے ضمن میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی پر مفصل، مولانا صادق الیقین کرسوی (خلیفہ مولانا رشید احمد گنگوہی) اور مولوی محمد جعفر تھانیسری پر مجمل مضامین اور میاں نور محمد جھنجھانوی کے زندگی نامہ کی کچھ تفصیلات "احوال و آثار" کے زیر نظر شماروں میں آسکی ہیں۔ اسی ضمن میں بزرگوں کے غیر مطبوعہ مکتوبات کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ مولانا محمد یوسف کاندھلوی (فرزند مولانا محمد الیاس کاندھلوی) اور حال ہی میں وفات پانے والے حکیم عبدالرشید محمود (نواسہ مولانا رشید احمد گنگوہی) کے بالترتیب چھ اور تین مکتوبات سامنے آئے ہیں۔

ان کے علاوہ منظومات، ادارتی شذرات اور کتابوں پر تبصرے بھی "احوال و آثار" کا

حصے ہیں۔ مولانا مسیح اللہ جلال آبادی (خلیفہ مجاز مولانا اشرف علی تھانوی) کا مضمون نما مکتوب جو "مذہبی و دینی مدارس میں مغربی علوم اور جدید سائنس کی تعلیم مفید ہے یا مضر؟" کے زیر عنوان نقل کیا گیا ہے، غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ یہ مکتوب انہوں نے جناب سید حامد، سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، کے نام ان کے ایک استفسار کے جواب میں لکھا تھا۔

"احوال و آثار" کے یہ شمارے جس محنت اور حسن ذوق کے ساتھ مرتب کیے گئے ہیں، اس کی داد مدیر جناب نور الحسن راشد کو اہل علم سے مسلسل مل رہی ہے۔ (دوسرے اور تیسرے شمارے میں متعدد "گرامی نامے" پیش کیے گئے ہیں۔) جریدے میں کتابت کی اغلاط نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہر شمارہ جاذب نظر دو رنگے ٹائٹل کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

پاکستان کے اہل ذوق سالانہ زر تعاون مبلغ تین سو روپے مندرجہ ذیل پتے پر بھجوا کر سہ ماہی "احوال و آثار" باقاعدگی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب شبیر احمد خان میواتی
۷۔ اے گلی روشن دین، محلہ مکھیاں، سانندہ خورد، لاہور ۵۴۰۰۰

## حواشی

۱۔ احسان دانش، جہان دانش، لاہور: دانش آباد (۱۹۷۵ء)، ص ۲۲

۲۔ سید سلیمان ندوی، یاد رفتگاں، کراچی: مکتبۃ الشرق (۱۹۵۵ء)، ص ۳۱۷

۳۔ مفتی صدر الدین آزردہ پر جناب نور الحسن راشد کے حسب ذیل مقالات بھی اس سلسلے میں اہم ہیں۔ مفتی صدر الدین آزردہ کی کچھ نایاب و کم یاب تحریریں، مجلہ "غالب نامہ" (نئی دہلی)، جولائی ۱۹۸۱ء، ص ۸۰ تا ۱۰۳، باقیات آزردہ (چند تلامذہ، تالیفات، غیر مطبوعہ فتویٰ اور خطوط) غالب نامہ "نئی دہلی"، جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۲۰۱ تا ۲۲۱